www.novelsclubb.com
راوی کے کنارے
ناولز کلب
مہتاب ظہور
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

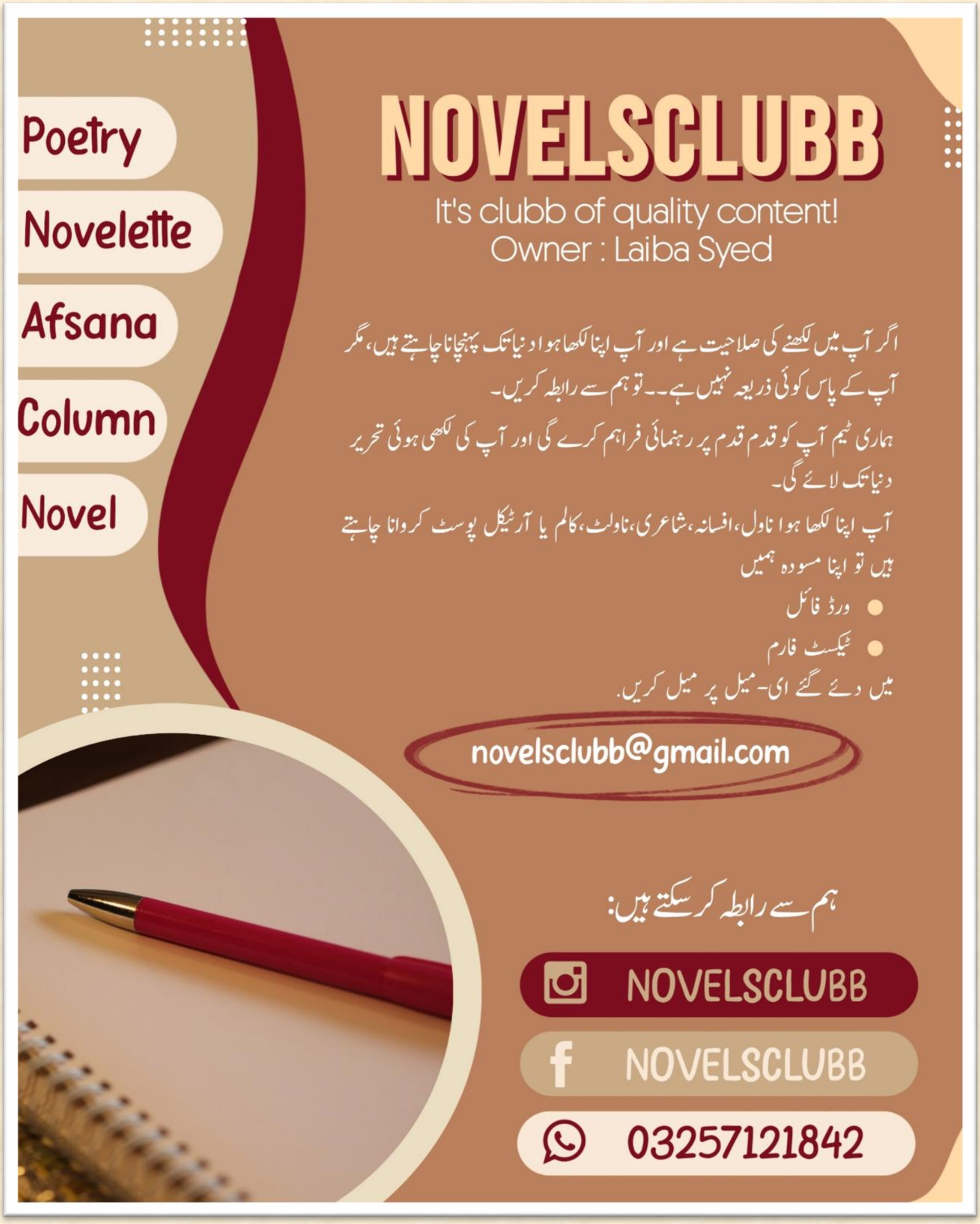
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

راوی کے کنارے

از قلم

مہتاب ظہور

Clubb of Quality Content!

"یاسمین اور ساحر" کی یہ کہانی سوکھے راوی کے کنارے سے شروع ہوتی ہے، جہاں یاسمین اپنی زندگی کی مشقت میں گم ایک ایسی لڑکی ہے جس کے کندھوں پر پورے گھر کا بوجھ ہے۔ محنت، بھوک، اور تھکن کے بیچ ایک دن ساحر آتا ہے ایک ایسا نوجوان جو اس کے وجود میں چھپی روشنی کو پہچان لیتا ہے۔

ان دونوں کے درمیان خاموش محبت جنم لیتی ہے ایک ایسی محبت جو خوابوں، امیدوں اور انتظار سے بنی ہے۔ مگر قدرت کے فیصلے انسانوں کے منصوبوں سے ہمیشہ بڑے ہوتے ہیں۔ جب برسوں بعد روٹھا ہوا راوی لوٹتا ہے تو اپنے ساتھ صرف پانی نہیں بلکہ یاسمین کے سارے خواب، اس کا گھر اور اس کی زندگی بھی بہالے جاتا ہے۔ اور یوں وہ محبت جو محلوں میں بسنے کا خواب دیکھتی تھی دریا کی لہروں میں ابدی قرار پاتی ہے۔

راوی کے سوکھے کنارے پر پھیلتی ہوئی گھاس برسوں سے چھوٹے چھوٹے کھیتوں کا روپ دھار چکی تھی۔ برسوں سے دریا خاموش تھا پانی کی لہروں کی جگہ اب دھول اڑتی تھی اور لوگ کہتے تھے کہ دریا روٹھ چکا۔ انہی کھیتوں کے بیچ یاسمین جھک کر فصل کاٹ رہی تھی۔ اس کے پاؤں کچے مٹیالے میدان میں دھنسے ہوئے تھے اور ماتھے سے پسینہ بہہ کر گرد آلود رخسار پر گر رہا تھا۔

یاسمین کی ماں کو مرے برسوں گزر چکے تھے اور باپ کچے صحن کے ایک کونے میں چارپائی پر فالج زدہ پڑا رہتا تھا۔ گھر کی ذمہ داری، کھیتوں کی محنت اور چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش سب اس کم عمر لڑکی کے نازک کندھوں پر تھی۔

وہ گاؤں کی دوسری عورتوں کی طرح ہاتھوں میں درانتی لیے دن رات محنت کرتی۔ کبھی گندم کے کھیت میں، کبھی سبزی کے کھیت میں اور جب شام ڈھلتی تو کھیتوں سے مٹی لگی اوڑھنی سمیٹ کر گھر لوٹ کر اپنے بہن بھائیوں کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں جت جاتی۔

یاسمین نے ہاتھ سے پسینہ پونچھا اور ذرا سیدھی ہو کر کٹی فصل کی طرف دیکھا۔ سورج ڈھلنے لگا تھا اور ہوا میں مٹی کی سوندھی خوشبو گھلی ہوئی تھی۔ اس نے درانتی کپڑے کے پلو سے صاف کی اور جھک کر دوبارہ گندم کاٹنے ہی لگی تھی کہ اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے دو نگاہیں اس پر ٹک گئی ہوں۔

یہ احساس نیا نہیں تھا۔ کئی بار کھیتوں میں یا گاؤں کے راستے پر یاسمین کو یوں لگا کرتا تھا جیسے کوئی دور سے اسے دیکھ رہا ہو، مگر اس نے کبھی پلٹ کر نہ دیکھا تھا۔ مگر آج یہ احساس کچھ اور ہی شدت لیے ہوئے تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یاسمین نے جھجکتے ہوئے سر اٹھایا۔ سامنے کھڑا نوجوان اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ قد لمبا، رنگ سانولا مگر صاف ستھرا اور آنکھوں میں عجیب سی گہرائی تھی۔ ہاتھ میں پانی کا چھوٹا سا مٹکا تھا جسے وہ ابھی کنویں سے بھر کے آیا تھا۔

"اکیلی یہ فصل کاٹو گی؟" ساحر نے دھیرے سے پوچھا تھا۔

یاسمین کے کانوں میں اس کی آواز بجلی کی طرح گونجی تھی۔ دل زور سے دھڑکا تھا۔ اتنے عرصے سے جس خاموش نظر کو وہ محسوس کرتی آئی تھی آج اس نے الفاظ کا روپ دھار لیا تھا۔

یاسمین نے پلکیں جھکا لی تھیں اور درانتی کے وار اور تیز کر دیے تھے۔ جواب دینے کے بجائے وہ خاموش رہی تھی جیسے سنا ہی نہ ہو۔

ساحر نے مٹی پر چپل رگڑتے ہوئے لکیر کھینچی تھی پھر آہستگی سے بولا تھا۔

"زمین کو عورت کے ہاتھ کی محنت پہچاننے میں وقت نہیں لگتا۔"

یاسمین کے ہاتھ ذرا ٹھہرے مگر وہ پھر سے جھک گئی تھی جیسے اس کے الفاظ کو دل میں جگہ دینے کے بجائے زمین میں دفنا دینا چاہتی ہو۔ اس کے کان مگر ساحر کی بات کو بار بار دہرا رہے تھے۔

ساحر نے کچھ لمحے اسے یوں ہی دیکھا تھا پھر پانی کا مٹکا آہستگی سے قریب رکھا۔ "لو پانی کا گھونٹ بھر لو۔ دھوپ سخت ہے۔"

یاسمین نے سر نہیں اُٹھایا تھا بس درانتی چلاتی رہی تھی۔ مگر اس کے گلے کی خشکی اور پسینے سے تر کپڑے سب ظاہر کر رہے تھے کہ وہ پانی کے ایک قطرے کو بھی ترس رہی تھی۔

"میں نے تمہیں کئی بار دیکھا ہے۔" ساحر کی آواز اب کچھ قریب سے آئی تھی۔ "لیکن آج پہلی بار بات کی ہے۔ شاید وقت نے اجازت دی ہے۔"

یاسمین کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ ہاتھ کی حرکت رک گئی تھی۔ درانتی زمین پر پھسل گئی تھی۔ اس نے آہستگی سے سر اٹھایا اور پہلی بار آنکھ بھر کر اس نوجوان کی طرف دیکھا تھا۔

وہ لمحہ خاموش مگر بھاری تھا۔ ہوا جیسے تھم گئی تھی کھیتوں کی پنکھڑیاں ساکت ہو گئی تھیں۔

یاسمین نے ہلکی سی لرزتی آواز میں کہا تھا۔

"گاؤں کی لڑکیوں کو یوں بار بار دیکھنا اچھی بات نہیں سمجھی جاتی۔"

ساحر کی مسکراہٹ مدھم ہوئی تھی مگر نگاہ کی گہرائی برقرار رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں مگر کچھ باتیں دل کی مرضی سے ہوتی ہیں رسموں کی مرضی سے نہیں۔"

یاسمین نے تیزی سے اوڑھنی کا پلو ٹھیک کیا اور درانتی اٹھا کر دوبارہ فصل کاٹنے لگی تھی جیسے گفتگو کو ختم کرنا چاہتی ہو۔ مگر اس کے دل میں ساحر کے الفاظ کی گونج ابھی تک ہلچل مچا رہی تھی۔

یاسمین شام ڈھلنے سے پہلے ہی تھکی ہاری فصل کاٹ کر گٹھڑی سر پر رکھے گھر کی طرف لوٹی تھی۔ کچی گلیوں میں مٹی کے بادل اُٹھتے تھے اور اس کے قدموں کے نشان پیچھے دھندلا جاتے تھے۔ دروازے پر پہنچی تو چھوٹی بہن صغریٰ مٹی سے لت پت ہاتھ منہ لیے کھیل رہی تھی اور دوسرا بھائی بھوک کے مارے چارپائی کے پاس بیٹھا بار بار باپ کو ہلا رہا تھا۔ باپ کی آنکھوں میں خاموشی تھی اور چہرے پر وہی فالج زدہ بے بسی۔

یاسمین نے جلدی سے گٹھڑی کونے میں رکھی تھی اوڑھنی اتاری اور بہن بھائیوں کو قریب بلا کر تسلی دی تھی۔

"چپ کرو ابھی روٹی پکاتی ہوں۔"

وہ کچے چولہے کے پاس جا بیٹھی تھی۔ مٹی کے چولہے میں لکڑیاں سلگائیں اور دال کی ہانڈی رکھی تھی۔ دھوئیں نے اس کی آنکھیں سرخ کر دی تھیں مگر ہاتھ نہیں رکے تھے۔ بہن بھائی بھوک اور امید کے ساتھ اس کے پاس ہی بیٹھے تھے۔

کھانے کی خوشبو کچے صحن میں پھیل چکی تھی۔ اس کے ذہن میں ساحر کے الفاظ گونجنے لگے تھے۔

"زمین کو عورت کے ہاتھ کی محنت پہچاننے میں وقت نہیں لگتا۔"

وہ سوچنے لگی تھی کہ اس اجنبی کے کہے دو جملے کیوں اتنے اندر تک اتر گئے تھے؟

چولہے کی آگ مزید بھڑکی تو وہ چونکی تھی اور خود کو مزید جھڑ کا تھا۔ اور دل ہی دل میں بولی تھی۔

"یاسمین! یہ سوچنے کا وقت نہیں۔ تیرے لیے بس یہ گھر اور یہ چھوٹے چھوٹے پیٹ ہیں۔ باقی سب خواب ہے۔ اور مجبور لڑکیوں کے لیے فقط مجبوریاں تا عمر سانس لیتی ہیں خواب کبھی زندہ نہیں ہوتے۔"

اس نے جلتی لکڑی ہلائی اور دال میں نمک ڈالا تھا۔ جیسے اپنے دل کی کڑواہٹ کو بھی اس ہانڈی میں گھول دینا چاہتی ہو۔

****

ساحر کا گھر یاسمین کے گھر سے ذرا ہٹ کر گاؤں کے کنارے پر تھا۔ چھت پکی تھی مگر صحن بڑا اور آباد سا تھا۔ شام کا وقت تھا مرغیاں اِدھر اُدھر چونچ مار رہی تھیں اور کونے میں بندھا بیل سر ہلا کر رسی جھٹک رہا تھا۔

ساحر کی ماں چکی پر بیٹھ کر آٹا پیس رہی تھی ہاتھوں کی رگیں ابھر آئی تھیں مگر چہرے پر نرمی تھی۔ وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر بولی تھیں۔

"کہاں رہ گیا تھا اتنی دیر ہو گئی ہے؟ دھوپ میں نکلتا ہے تو دل گھبرا جاتا ہے میرا۔"

ساحر نے مسکرا کر مٹکا زمین پر رکھا اور پاس جا بیٹھا تھا۔ "کنویں پر گیا تھا پھر کھیتوں کا چکر لگا لیا۔"

ماں نے اسے غور سے دیکھا تھا جیسے آنکھوں سے کچھ پڑھنا چاہتی ہو۔ "کچھ بدلے بدلے لگ رہے ہو ساحر۔"

وہ خاموش ہو گیا تھا۔ پل بھر کے لیے یاسمین کی جھکی نظریں، پسینے سے بھیگے رخسار اور کانپتی پلکیں اس کے سامنے ابھری تھیں۔ دل چاہا کچھ کہے مگر زبان پر قفل پڑا تھا۔

ماں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور نرم آواز میں کہا تھا۔ "بیٹا زمین کی محنت تو ہم سب کو جکڑے رکھتی ہے لیکن پھر بھی آدمی کے دل کی زمین کبھی خالی نہیں رہتی۔ وہاں کچھ نہ کچھ بویا ضرور جاتا ہے۔"

ساحر نے نگاہیں جھکا لیں۔ اسے یوں لگا تھا جیسے ماں نے اس کے دل کا راز جان لیا تھا۔

ساحر نے ماں کی بات پر گہرا سانس لیا۔ کچھ لمحے لب بھینچے بیٹھا رہا اور پھر ہمت کر کے بولا تھا۔

"اماں... آپ نے ٹھیک کہا۔ دل کی زمین کبھی خالی نہیں رہتی۔"

ماں نے چونک کر بیٹے کی طرف دیکھا تھا۔

"تو پھر تیرے دل میں کیا اگا ہے بیٹا؟"

ساحر کی پلکیں جھک گئی تھیں۔ ہاتھ میں مٹکے کا کنارہ پکڑ لیا تھا جیسے الفاظ کو سہارا دینا چاہ رہا ہو۔

"یاسمین۔" آواز دھیمی مگر صاف تھی۔

"اماں میں اسے برسوں سے دیکھ رہا ہوں۔ کھیتوں میں، گاؤں کی گلیوں میں مگر کبھی بات نہیں کی بس دور سے دیکھ کر دل کو تسلی دیتا رہا۔"

ماں ہاتھ روک کر دھیان سے سن رہی تھی۔ ساحر کے لہجے میں سچائی صاف نظر آ رہی تھی۔

"آج پہلی بار اس سے بات کی۔" ساحر نے آہستگی سے کہا تھا۔

"اماں اس کی آنکھوں میں تھکن تھی لیکن ایک عجیب سی روشنی بھی تھی۔ وہ بوجھ تلے دبی ہے اماں مگر پھر بھی مضبوط ہے۔ مجھے نہیں معلوم کیوں لیکن وہ میرے دل کو سکون دیتی ہے۔"

ماں کی آنکھوں میں ہلکی سی مسکراہٹ اتر آئی تھی۔ اس نے آٹا پیستے ہاتھ جھاڑے اور بیٹے کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ساحر لڑکیوں کی خوبصورتی آنکھ کو بھاتی ہے۔ لیکن یاسمین کی خوب صورتی پر مت جانا۔ یاسمین اپنے گھر والوں کی ذمہ داریوں کا بھی بوجھ اٹھاتی ہے۔ اس کا راستہ آسان نہیں ہو گا۔"

ساحر نے ماں کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ "اماں میں مشکل سے نہیں ڈرتا۔ بس یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ ہوں۔"

"ہمیشہ، بیٹا۔" وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے پھر سے چکی پیسنے لگی تھی۔

****

صبح سورج ابھی پوری طرح نکلا بھی نہ تھا کہ یاسمین جاگ اٹھی۔ کچے صحن میں اوس کی نمی پھیلی ہوئی تھی اور ٹھنڈی ہوا میں نیم کے درخت کی پتیاں سرسرا رہی تھیں۔ گھر کے ایک کونے میں چارپائی پر اس کا باپ اب بھی بے حس و حرکت لیٹا تھا اور دوسرے کونے میں بہن بھائی سوئے تھے۔ ایک کے پاؤں ننگے اور دوسرے کا سر چادر سے باہر تھا۔

یاسمین نے آہستگی سے چادر اوڑھی اور پانی کا گھڑا اٹھا کر ہاتھ منہ دھویا تھا۔ پھر چھوٹے چولہے پر لکڑیاں سلگا کر ساتھ ہی روٹی کے لیے آٹا گوندھنے لگی تھی۔ دھوئیں کے مرغولے اس کے بالوں اور آنکھوں میں اٹک گئے تھے مگر اس کے ہاتھ تیز تھے جیسے وقت کے ساتھ دوڑ رہے ہوں۔

ساتھ ہی ساتھ ذہن میں خواب اگنے لگے تھے۔ اس شخص کا فقط مخاطب ہونا ہی کتنا خطرناک تھا کہ اس کے ذہن و دل کی بنجر سرزمین پر خوابوں کا گلستان مہکنے کو تیار کھڑا تھا۔ روایتوں اور ذمہ داریوں میں جکڑی مجبور اور بے بس لڑکیوں کے دل شاید ایسی ہی کچی دیواروں سے

بنے ہوتے ہیں کہ جب کوئی مردان سے ذراسی توجہ اور محبت سے بات کرتا ہے تو وہ کچی دیواریں لمحوں میں مسمار ہونے لگتی ہیں اور دل ایسے حسین محل تعمیر کرنے لگتا ہے جن میں وہ مجبور اور بے بس لڑکیاں شہزادیاں بن جاتی ہیں۔ اس کے دل میں بھی شہزادیوں کے محل کا سنگِ بنیاد رکھا جارہا تھا۔ جس میں وہ شہزادی تھی اور ساحر شہزادہ۔

تیز تیز ہاتھ چلاتے ہوئے اس نے گھر کا تمام کام سمیٹا تھا اور ساتھ ہی دل کو ایسے خواب دیکھنے پر ڈپٹا تھا۔

"ابا، میں کھیت میں جارہی ہوں۔ فکر نہ کریں سب کام کر لوں گی۔" اس کی آواز میں ایک تھکن بھری عادت تھی۔ برسوں سے وہ یہ جملہ دہرا رہی تھی۔

چارپائی پر پڑی آنکھوں نے ذرا سا جھپک کر جواب دیا تھا۔ اس سے زیادہ حرکت اس وجود کے بس میں نہیں تھی۔ اس بے بس وجود کو دیکھ کر ایکدم ہی یاسمین کے دل میں تعمیر ہوتا محل مسمار ہوا تھا۔ شہزادے اپنے ساتھ صرف شہزادی کو لے کر جاتے ہیں اس کی ذمہ داریوں کو نہیں۔ اور یاسمین اپنی زمہ داریوں کو چھوڑ نہیں سکتی تھی۔ اس نے ایک لمحہ رک

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کرباپ کو دیکھا تھا اور پھر درانتی کپڑے کے پرانے دوپٹے میں لپیٹی اور دروازے سے باہر نکل آئی تھی۔

گلیاں ابھی سنسان تھیں۔ مٹیالی زمین پر اوس چمک رہی تھی یاسمین نے گہری سانس لی اور کھیتوں کی طرف بڑھ گئی تھی۔

راوی کا کنارہ سامنے ہی تھا سوکھا اور خاموش۔ اس کی آنکھوں میں ساحر کے کل کے الفاظ پھر سے ابھرنے لگے تھے۔ شہزادے کے ساتھ محل میں جانا اس کے بس میں نہیں تھا لیکن اس شہزادے سے محبت کرنا تو اس کے بس میں تھا۔

اور محبت جب کسی کو چن لیتی ہے تو پھر دل و دماغ کہاں کسی کے قابو میں رہتے ہیں۔ وہ سانسوں میں اتر کر ہر سوچ پر اپنا رنگ جما دیتی ہے۔ یاسمین نے چاہا تھا کہ ساحر کی باتوں کو بھول جائے انہیں بس ایک عام سا اتفاق سمجھے مگر دل کسی ضدی بچے کی طرح بار بار انہیں دہرانے لگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

زمین پر جھک کر کٹائی کرتے وقت بھی وہ لہجے کی گہرائی یاد آتی، پانی بھرتے ہوئے کنویں کے پاس بھی اس کی آنکھوں کا عکس لہروں میں جھلک جاتا اور رات کو چولہے کے دھوئیں کے پیچ بھی وہی جملے کانوں میں بجتے۔

ساحر کے دل کا حال بھی کچھ مختلف نہ تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یاسمین سے صرف ایک بار بات کرے گا اور دل کو قرار آجائے گا مگر اب تو سکون غائب تھا۔ جہاں بھی جاتا یاسمین کی محنت کرتی صورت آنکھوں کے سامنے آجاتی۔

اور پھر جیسے قدرت نے بھی یہ طے کر لیا ہو کہ دونوں کے راستے بار بار ٹکرائیں گے۔ کبھی کھیتوں میں پانی لگاتے وقت وہ اچانک سامنے آجاتا، کبھی گاؤں کی پگڈنڈی پر دونوں ایک دوسرے کے قریب سے گزرتے اور خاموشی سے نگاہیں چرا لیتے۔

یہ ملاقاتیں چھوٹی تھیں مگر ان کی گونج بڑی تھی۔ کوئی لفظ نہ بولا جاتا بس نگاہیں دل کی زبان بن جاتیں۔ یاسمین کے دل میں خوف اور جھجک تھی لیکن کہیں نہ کہیں ایک انجانی کشش بھی پنپنے لگی تھی۔ اور ساحر وہ تو جیسے برسوں سے اسی لمحے کا منتظر تھا۔

قدرت نے ایک بیج بو دیا تھا ایک خاموش محبت کا بیج جو آہستہ آہستہ یاسمین کے دل کی زمین میں جڑ پکڑنے لگا تھا۔

اور پھر شہزادے نے شہزادی کے لیے محل بنانے کا سوچا تھا۔ ایسا محل جس میں وہ شہزادی کو اس کی ذمہ داریوں سمیت لے کر جا سکتا تھا۔

اس روز لکڑیوں کی آگ پر روٹیاں بناتی ماں کے پاس بیٹھ کر اس نے دھیرے سے اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"اماں میں شہر جانا چاہتا ہوں۔ کچھ عرصہ وہاں کام کروں گا اتنا سرمایہ جمع کر لوں گا کہ گاؤں میں آ کر دکان کھول لوں پھر یاسمین کو اس کی ذمہ داریوں سمیت قبول کرنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ پھر اسے محنت کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

اس کی بات سن کر ماں کے چہرے پر مغموم مسکراہٹ ابھری تھی۔

"اسے کوئی انتظار کا وعدہ ضرور تھما کر جانا۔ کیوں کہ بعض اوقات وقت بہت ظالم ثابت ہوتا ہے۔ ان کہے لفظوں کا ایسا انتقام لیتا ہے کہ ساری عمر بے بسی منہ پر طمانچے مارتی ہے

کہ کاش جذبوں کو لفظوں میں ڈھال دیا ہوتا۔ محبوب کو پانے کے لیے جو تگ و دو کی جائے اس کا علم محبوب کو لازمی ہونا چاہیے۔ ورنہ جب قسمت محبوب کو چھین کر کسی اور کی جھولی میں ڈال دیتی ہے تو وہی تگ و دو ساری عمر ڈستی رہتی ہے۔" اداس آنکھوں سے کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے ناجانے ماں کو کس کی تگ و دو کے ضائع ہو جانے کا دکھ کاٹ رہا تھا۔ شاید کوئی انہیں انتظار کا وعدہ تھمائے بغیر ان کے لیے محل بنانے نکل گیا تھا اور قسمت نے انہیں کسی اور جھولی میں ڈال دیا تھا۔

ساحر نے ماں کی بات مان کر جاتے ہوئے یاسمین کو انتظار کا وعدہ تھما دیا تھا۔ اور اس مجبوریوں اور ذمہ داریوں میں جکڑی لڑکی کے دل میں پوری شان و شوکت اور حق سے محل تعمیر ہونے لگا تھا۔

یوں لگتا تھا جیسے زندگی کو کنارا مل گیا تھا۔ وہ محنت جو وہ دن رات کرتی تھی اب وہ محنت تھکاتی نہیں تھی کیونکہ اس محنت کو پھل لگنے والا تھا۔ اس کا شہزادہ اس کے لیے محل بنانے نکل گیا تھا۔ خوابوں کو بہت جلد زندگی ملنے والی تھی۔ آخر اس کا شہزادہ اسے اس کی ذمہ

داریوں سمیت محل میں جو لے کر جانے والا تھا۔ اور محل میں جانے کے بعد وہ اپنے مفلوج باپ کا اپنے بہن بھائیوں کا اچھے سے خیال رکھ سکتی تھی کیوں کہ اسے محنت کرنے کے لیے سارا دن گھر سے باہر نہیں رہنا پڑتا تھا۔

****

اس روز وہ شام باقی دنوں سے ذرا مختلف تھی۔

ہوا میں ایک عجیب سا بوجھ تھا جس سے سانس لینا بھی مشکل لگ رہا تھا۔ آسمان پر بادلوں کا ہجوم خفا بھیڑوں کی طرح جمع تھا۔ وہ ابھی کھیتوں سے لوٹی تھی۔ پورے گاؤں میں یہ بات گردش کر رہی تھی کہ برسوں سے روٹھا راوی لوٹنے والا ہے۔ اس کے دل میں عجیب و غریب وسوسے جنم لے رہے تھے۔ لوگوں نے آہستہ آہستہ گھر خالی کرنے شروع کر دیے تھے۔ مگر وہ اس گھر کو خالی کر کے کہاں جاتی اسے تو اپنے شہزادے کے ساتھ اپنے محل میں جانا تھا۔ اور اس شہزادے کے لوٹنے میں تو ابھی وقت باقی تھا۔ پھر یہ راوی کیوں لوٹ

رہا تھا؟ راوی کو بھلا اس سے کیا دشمنی تھی کہ اس کا محل بننے سے پہلے اس کی محفوظ چھت چھیننے کے درپے ہو رہا تھا۔

بے بسی سے اس نے مفلوج باپ کو دیکھا تھا۔ اور پھر اپنے چھوٹے بہن بھائیوں پر نظر ڈالی تھی۔ وہ انہیں لے کر کہاں جاتی بھلا۔ اگر راوی واقعی لوٹنے والا تھا تو وہ قسمت سے زیادہ ظالم ثابت ہونے والا تھا۔

رات کا آخری پہر تھا جب کسی نے دروازے پر دستک دی تھی۔

"پانی چڑھ رہا ہے سب باہر نکلو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بالآخر راوی برسوں بعد لوٹ آیا تھا۔ لوگ اس کے گھر میں گھسے تھے اور اب وہ برسوں بعد لوگوں سے اس بات کا انتقام لینے لوٹ رہا تھا۔

یاسمین نے بہن بھائیوں کو سنبھالا تھا اور بے بسی سے باپ کی جانب دیکھا تھا۔ اپنے باپ کو اکیلے گھر سے باہر نکالنا اس کے بس میں نہیں تھا۔

پانی اندر گھس آیا تھا۔ راوی کا برسوں کا رکا ہوا دکھ ایک دم بہہ نکلا تھا اور اب لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال رہا تھا۔

وہ بہن بھائیوں کو لے کر گلی کی طرف بھاگی تھی۔ اس کا بے بس باپ چارپائی پر گھر کے اندر ہی پڑا تھا۔

ہر طرف چیخ و پکار تھی۔ دور سے لوگوں کی آوازیں آ رہی تھی۔

"ناؤ تیار کرو کچھ لوگ ابھی باقی ہیں۔"

اس نے گلی میں پانی کے بڑھتے بہاؤ میں تیز قدم اٹھا کر اپنے بہن بھائیوں کو کشتی پر بٹھایا تھا اور دو لوگوں کی منت کر کے انہیں ساتھ لیے واپس اپنے گھر کی جانب دوڑی تھی۔ مگر اس کے لوٹنے سے پہلے ہی راوی کا پانی اس کے باپ کو اپنی آغوش میں چھپا چکا تھا۔ گھر نہیں رہا تھا صرف پانی اور وہ دیوار کا ٹکڑا بچا تھا جس پر اس کے ہاتھوں کے نشان چمک رہے تھے۔ اس کے ساتھ آئے لوگ پیچھے بھاگ چکے تھے اور وہ بے حسی و حرکت وہیں کھڑی

تھی۔ اور پانی کے بڑھتے بہاؤ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ گھر، اس کے خواب اس کی آس سب پانی میں ڈوبتے جا رہے تھے۔

اسے یاد آیا تھا۔

"اس کا شہزادہ محل بنانے نکلا تھا۔۔۔" اور آج محل سے پہلے ہی اس کی چھت بہہ گئی تھی۔

ہوا میں مٹی، آنسو، خوف اور موت کی بو گھل چکی تھی۔ چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں مگر وہ جیسے کچھ سن ہی نہیں رہی تھی۔ بس آنکھوں کے سامنے باپ کا مفلوج جسم آ رہا تھا جسے وہ بچا نہیں پائی تھی۔

اس نے آگے بڑھ کر گھر کی دیوار چھوئی تھی جو ٹھنڈی، گیلی اور بوسیدہ تھی۔

"تم بھی اس سیلاب کی نظر ہونے والی ہو؟ جیسے میرا ابا، میرے خواب، میری محنتوں کا اجر اس پانی کی نظر ہو گیا۔" لوگوں کو مایوسی ڈبو دیتی ہے اور اسے امید ڈبونے والی تھی۔ پانی مزید تیزی سے اوپر چڑھ رہا تھا۔ وہ چاہتی تو بھاگ سکتی تھی۔ مگر اس کے قدم جیسے جم گئے

Clubb of Quality Content

تھے۔ دور جاتے لوگ اسے آوازیں دے رہے تھے۔ مگر یہ کس مقام پر اسے ہمت ہارنے کی سوجھی تھی۔ کشتی میں بیٹھے بہن بھائی اس کے ذہن سے محو ہو چکے تھے۔

ایک لہر تیز ہو کر آئی اور اس سے ٹکرائی تھی۔ پھر دوسری لہر اور جیسے دریا نے باہیں پھیلا دی ہوں۔

اس نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

"راوی۔۔۔اب لے جا، جو بچا ہے۔۔۔لے جا۔میں تھک گئی ہوں۔"

پانی نے جیسے اس کی بات سنی تھی۔ایک زوردار لہر آئی تھی اس نے آخری بار اوپر دیکھا تھا۔ آسمان سیاہ تھا مگر بادلوں کے بیچ سے چاند کی ایک کرن جھانک رہی تھی۔ایسا لگا تھا جیسے کوئی روشنی اسے بلا رہی ہو۔پانی کی تہہ میں نہیں بلکہ اس کے اُس پار۔ایک لمحے کے لیے سب کچھ خاموش ہو گیا۔

پانی ٹھہر گیا تھا، ہوا رک گئی تھی اور پھر راوی نے اپنی آغوش بند کر لی تھی۔ایک دم یاسمین کو ہوش آیا تھا۔خود کو بچانے کے لیے اس نے ہاتھ پاؤں مارے تھے۔اسے اپنے

بہن بھائی یاد آئے تھے اور وہ شہزادہ جو اس کے لیے محل بنانے نکلا تھا۔ اسے اس محل میں رہنا تھا۔ اس نے چند لمحوں کی خفگی چھوڑ کر زندگی کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تھا مگر اس سے پہلے ہی موت نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

وہ اپنے سب خواب، اپنی سب امیدیں خود میں سمو کر راوی میں بہہ گئی تھی۔

پانی قہر بن گیا تھا۔ اس کی ہر لہر میں کسی نہ کسی کی چیخ دفن تھی۔ گھروں کے کچے دروازے، ٹوٹی چھتیں، بہتے برتن، مٹی میں دفن تصویریں

سب اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ جب فطرت روٹھتی ہے تو انسان کی صرف کہانی رہ جاتی ہے۔

ساحر شہر سے لوٹا تو گاؤں اجڑا ہوا تھا۔ زمین وہاں نہیں تھی جہاں تھی۔ کیونکہ وہاں صرف پانی، لاشیں اور یادوں کا شور تھا۔

"یاسمین کہاں ہے؟"

کسی نے اس کے سوال کے جواب میں کہا تھا۔

"وہ پانی میں بہہ گئی۔۔۔"

لفظ "بہہ گئی" اس کے دل میں خنجر بن کر اترا تھا۔

وہ کیچڑ میں لڑ کھڑاتا دریا کی طرف بھاگا تھا۔

راستے میں ایک خالی جھولا ہل رہا تھا۔ ایک ماں اپنے بچے کو چپ چاپ سینے سے لگائے بیٹھی تھی

پانی نے سب کی زبان چھین لی تھی۔ کنارے پر پہنچ کر ساحر نے پانی میں ہاتھ ڈالا تھا۔

مگر فقط پانی میں ہاتھ ڈال لینے سے پانی میں کھوئی چیزیں اور انسان کہاں ہاتھ لگ جایا کرتے ہیں۔ وہ بھی بے بسی سے بیٹھا وہاں چیختا رہا تھا۔ راوی نے بہت ظلم کیا تھا۔ ازل سے ریت چلی آرہی ہے کہ محبت کرنے والوں کا ملن نہیں ہوا کرتا اور اس محبت کے ملن میں ولن راوی تھا۔ راوی کئی محبتوں، کئی زندگیوں، کئی رشتوں کئی امیدوں کو نگل کر زورو

شور سے بہہ رہا تھا۔ وہ پوری شان سے بہنے کے لیے ہی لوٹا تھا۔ اس کی لہریں کبھی تھوڑی قریب آتی کبھی پیچھے ہٹ جاتی بالکل ویسے ہی جیسے بچھڑے ہوئے پیاروں کی یادیں۔۔ جو آتی ہیں دکھ دیتی ہیں اور پھر پیچھے چلی جاتی ہیں۔ مگر اس بہتے راوی کے پانی میں یاسمین کی خوشبو اور ساحر کا انتظار گھل چکا تھا۔

محبت کا اختتام نہیں ہوا تھا بس شکل بدل گئی تھی۔

وہ دریا بن گئی اور وہ کنارا

اور دونوں ہمیشہ کے لیے ایک ہو گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842